REGD No. L. 5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد ۴۵/۱۰ | ۵ ہجرت ۱۳۳۵ ہش | ۵ مئی ۱۹۵۶ء | نمبر ۱۰۶

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

احباب حضور کی صحت کاملہ اور درازیٔ عمر کیلئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں

مری (بذریعہ ڈاک) مکرم پرائیویٹ سکرٹری صاحب مری سے اپنے خط محررہ یکم مئی ۱۹۵۶ء کے ذریعہ اطلاع دیتے ہیں کہ آج سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا۔

"جب سے مری آئے ہیں صحت روز بروز گر رہی ہے۔ یہاں کی آب و ہوا موافق نہیں آئی"

احباب حضور کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

آج نصف گھنٹے کے قریب حضور نے تفسیر کا کام کیا۔ کل بھی حضور عصر کے بعد سیر کے لئے تشریف لے گئے تھے۔

مسٹر ہمرشولڈ نے اپنے صلح مشن کے بارے میں سلامتی کونسل کو عبوری رپورٹ پیش کر دی

"مجھے امید ہے کہ اسرائیل اور عربوں کے ساتھ میری مذاکرات کے قطعی نتائج برآمد ہونگے"

بیت المقدس ۴ مئی۔ اقوام متحدہ کے سکرٹری جنرل مسٹر ہمرشولڈ نے مشرق وسطی میں اپنے صلح مشن کے متعلق سلامتی کونسل کو عبوری رپورٹ پیش کر دی ہے۔ اس رپورٹ میں انھوں نے کہا ہے کہ اسرائیل اور چار عرب ملکوں کے سربراہوں کے ساتھ میری جو بات چیت ہوئی ہے۔ اس کے قطعی نتائج برآمد ہوں گے۔ کیونکہ ان سب ملکوں نے عارضی صلح کے معاہدے کا غیر مشروط طور پر پابند رہنے کا وعدہ کیا ہے۔

انہوں نے عبوری رپورٹ میں مطلع کیا ہے۔ کہ وہ مفصل رپورٹ اگلے ہفتہ پیش کریں گے۔ پہلے وہ نیویارک واپس جانے کے لئے جمعرات کو روم روانہ ہونے والے تھے۔ لیکن انہوں نے چند روز کے لئے اپنی روانگی ملتوی کر دی ہے۔ وہ واپس روانہ ہونے سے قبل مصر کے سرکاری حکام سے ایک بار اور ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ امید ہے وہ قاہرہ میں کرنل ناصر اور محمود فوزی سے بات چیت کرنے کے بعد ہفتہ کے روز وہاں سے روم روانہ ہو جائینگے اس سے قبل اطلاع آئی تھی۔ کہ حکومت شام نے اعلان کیا تھا۔ کہ وہ سرحدوں کے احترام کی ضمانت اسی صورت میں دے سکتی ہے کہ اسرائیل دریائے اردن کا رخ موڑنے کے منصوبے پر عملدرآمد ملتوی کر دے خیال ہے اس آخری رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے مسٹر ہمرشولڈ نے چند روز کے لئے اپنی روانگی ملتوی کر دی ہے۔

کرنل ناصر اٹلی جائیں گے

قاہرہ ۴ مئی معلوم ہوا ہے کہ مصری وزیر اعظم کرنل جمال عبدالناصر نے اٹلی جانے کی دعوت منظور کر لی ہے۔

کشمیر کا مسئلہ پاکستان اور ہندوستان کے تعلقات کو خراب کرنے کا موجب بنا ہوا ہے

پنڈت نہرو کی پالیسی پر امریکی اخبار کی نکتہ چینی

نیویارک ۴ مئی۔ نیویارک کے ایک رسالے "امریکن" میں مشہور امریکی صحافی مسٹر ولیم رنڈالف کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس کا عنوان ہے۔ "ایشیا کے سر پر خطرہ منڈلا رہا ہے"۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ کشمیر کے مسئلہ نے اب ایک ایسی نازک صورت اختیار کر لی ہے۔ کہ جو پاکستان اور ہندوستان کے تعلقات کو مزید خراب کرنے کا موجب بنی ہوئی ہے۔ پاکستانی حکام کو اعتماد ہے کہ کم از کم اس مسئلہ میں امریکہ بالآخر حقائق تک پہنچے اور ان کا احترام کرنے پر آمادہ ہو جائے گا۔ آج سے سات سال قبل اقوام متحدہ کے فیصلے کے مطابق اس مسئلہ کا فیصلہ کرنے کے لئے کشمیر میں ایک آزادانہ وغیر جانبدارانہ استصواب ہونا قرار پایا تھا لیکن یہ استصواب آج تک نہیں ہو سکا۔ اور اب تو پنڈت نہرو اس مسئلہ پر بات چیت کرنے کے لئے بھی آمادہ نہیں ہیں۔ کشمیر کی آبادی چالیس لاکھ سے اوپر ہے۔ جس کی بہت بھاری اکثریت مسلمان ہے پاکستان کا کہنا ہے۔ کہ پنڈت نہرو نے ریاست پر بالجبر قبضہ کر رکھا ہے۔ اور اب وہ استصواب کرانے سے انکاری ہیں۔ کیونکہ انہیں خطرہ ہے کہ کشمیر کی ۹۰ فیصدی آبادی پاکستان کے ساتھ الحاق کے حق میں اپنی رائے کا اظہار کرے گی۔ مسٹر رنڈالف نے مزید لکھا ہے۔ کہ استصواب کرانے کی بجائے پنڈت نہرو نے پراپیگنڈے کی ایک مہم شروع کر رکھی ہے جس کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے۔ کہ گویا پاکستان ہندوستان کے خلاف جارحانہ عزائم رکھتا ہے۔

آخر میں ہندوستان کی بڑھتی ہوئی فوجی طاقت کے متعلق اعداد و شمار دینے کے بعد مضمون نگار نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ کشمیر کا پاکستان میں شامل ہونا اس لئے بھی ضروری ہے۔ کہ مغربی پاکستان کے تمام دریا کشمیر سے ہی نکلتے ہیں پاکستان کے زرعی نظام کا دارومدار انہی دریاؤں پر ہے۔

سحری و افطار

تاریخ	سحری	افطار
۲۲ رمضان المبارک	—	۶ بجکر ۵۳ منٹ
۲۳ "	۳ بجکر ۴۲ منٹ	۶ " ۵۳ "

بھارت کیلئے پاکستانی نمک

کوئٹہ ۴ مئی۔ سرکاری حلقوں نے اس خبر کی تصدیق کی ہے کہ حکومت پاکستان نے دس لاکھ من لاہوری نمک بھارت کو برآمد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ برآمد بھارت اور پاکستان کے تجارتی سمجھوتے کے تحت کی جا رہی ہے۔ کیونکہ بھارت میں لاہوری نمک کی شدید قلت ہے۔ بھارت کو نمک کی برآمد سرکاری حساب سے کی جا رہی ہے۔ اور اس کے لئے تاجروں کو انفرادی لائسنس جاری نہیں کئے جائیں گے۔

پاکستان اور ایران کے درمیان تجارتی معاہدہ

ملتان ۴ مئی۔ پاکستان میں ایران کے سفیر میجر جنرل نادر نے کل سکھر سے یہاں پہنچنے پر بتایا کہ پاکستان اور ایران کے درمیان ایک تجارتی معاہدے پر عنقریب دستخط ہونے والے ہیں۔ معاہدے کا مسودہ اس وقت دونوں حکومتوں کے زیر غور ہے۔ دستخط ہونے کے بعد دونوں ملکوں کے درمیان اشیاء کا تبادلہ شروع ہو جائے گا۔ میجر جنرل نادر آجکل مغربی پاکستان کے سترہ روزہ دورے پر ہیں۔

مارشل ٹیٹو آئندہ ہفتہ فرانس جائیں گے

پیرس ۴ مئی یوگوسلاویہ کے صدر مارشل ٹیٹو سرکاری دورے پر آئندہ منگل کو پیرس پہنچ رہے ہیں۔ ابھی یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کتنے روز تک فرانس میں مقیم رہیں گے۔

دین محمد ۱۲ مئی کو نیویارک پہنچیں گے

نیویارک ۴ مئی مسٹر دین محمد کی زیر قیادت پاکستان کا وفد ۱۲ مئی کو نیویارک پہنچ رہا ہے۔ یہ دوسرا ایک دور پاکستانی وفد نیویارک آئے گا ...

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۵ رمئی ۵۶ء

خوفِ خدا اور دوسری دنیا کا خیال

بھارت کی یو۔پی اسمبلی کے ایک اجلاس میں ۲۲ مارچ ۱۹۵۶ء کو ٹھاکر چرن سنگھ یو پی کے ریونیو منسٹر نے فرمایا:۔

"جو چیز بددیانتی اور رشوت خوری کو روکتی ہے۔ وہ خوفِ خدا ہے۔ یا دوسری دنیا کا خیال۔ لیکن آج کی سوسائٹی کا جو رنگ ہے۔ اس میں خدا یا دوسری دنیا کا کوئی مقام ہی نہیں رہا۔ روزانہ سکولوں اور کالجوں میں ہم خدا کے انکار کی باتیں پڑھتے ہیں۔ اور یہ سنتے ہیں۔ کہ انسان بس ایک مٹی کا پتلا ہے۔"

اس پر صدق جدید کے ایڈیٹر مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"بے خدا تعلیم و تہذیب کی بے مائگی و بے چارگی پر اس سے زیادہ مؤثر مرثیہ اور کیا ہو سکتا ہے۔"

جو کچھ ٹھاکر چرن سنگھ نے یو پی کی اسمبلی میں فرمایا ہے۔ یہ بات نہ صرف بھارت پر اور نہ صرف پاکستان پر بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ تمام دنیا پر چسپاں ہوتی ہے۔ آج مادی ترقی نے تمام اقوام اور تمام ممالک میں زندگی کا نقطۂ نظر ہی بدل دیا ہے۔ آج ہم جو کچھ کرتے ہیں۔ سب دنیا کے آرام کے سامانوں کے حصول کے لئے کرتے ہیں۔ یہ زندگی آرام سے گذر جائے۔ اس زندگی میں ہمیں یہ سامان حاصل ہو جائیں۔ ایک والد اپنے بچے کو جب سکول میں داخل کرتا ہے۔ تو اس کے پیش نظر بھی صرف دنیا ہی ہوتی ہے۔ کہ تعلیم حاصل کر کے ہمارا لڑکا وکیل۔ انجینئر یا حکومت کا کوئی بڑا عہدیدار بن جائے گا۔ اور اس کی ماہوار آمد اتنی زیادہ ہو گی۔

یہ درست ہے۔ کہ ضروریات زندگی کے لئے آج زیادہ سے زیادہ روپیہ کی ضرورت ہے۔ اور اگر ہمارے والدین اس نقطۂ نظر سے بھی اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں۔ تو اس میں بذات خود کوئی حرج کی بات نہیں۔ لیکن قابل اعتراض بات یہ ہے۔ کہ ہم نے اپنی تعلیم میں دین اور مذہب کو اگر بالکل نظر انداز نہیں کیا۔ تو کم از کم اس کی حیثیت بہت کم کر دی ہے۔ یہ تو کسی قدر ہمارے ممالک کا حال ہے۔ لیکن یورپ میں خاص کر روس میں تو مذہب کو بالکل ایک ضرر رساں چیز سمجھا جاتا ہے۔ اور حتی الوسع اپنی آئندہ نسلوں کو اس سے محفوظ کرنے کی تدابیر سوچی جاتی ہیں۔

جوں جوں یورپ میں مادی ترقیاں ہوتی چلی گئی ہیں۔ اور یورپ صنعت کاری اور سائنس میں زیادہ سے زیادہ ماہر ہوتا چلا گیا ہے۔ انسان کی زندگی کچھ اتنی پیچیدہ ہوتی چلی گئی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اور معاد کا خیال دل میں نہیں گذرتا۔ یورپ نے تو اپنے روزانہ اشغال کچھ اس طرح ترتیب دے لئے ہیں۔ کہ انسان آج وہاں صرف ایک باشعور مشین بن کر رہ گیا ہے۔ اس کو کبھی یہ سوچنے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ کہ وہ کیوں زندہ ہے۔ ضروریات زندگی مہیا کرنے کے سوا اس کی زندگی کا کوئی اور بھی مقصد ہے یا نہیں؟ الا ماشاء اللہ۔

یہی رجحانات اب مغرب سے مشرق میں بھی پھیل رہے ہیں۔ مشرقی اقوام بھی اقتصادی ترقی۔ صنعتی ترقی وغیرہم کے سوا کسی اور بات کا فکر کرنا ملک و قوم کے لئے ضرر رساں سمجھنے لگی ہیں۔ اور دن رات اسی دھن میں لگ گئی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج کسی قوم یا ملک میں کسی بات کو گناہ نہیں سمجھا جاتا۔ اگر انسان ملکی آئین کی نافرمانی نہ کرے۔ یہ بھی نہیں بلکہ صرف پولیس وغیرہ کو اپنی طرف متوجہ نہ کرے۔ تو جو چاہے کرے۔ اور ذہنیت یہاں تک آزاد ہو چکی ہے۔ کہ اگر ملکی قانون کی خلاف ورزی کر کے بھی کوئی اس کے مؤاخذہ سے بچ سکتا ہے۔ تو اس کو وہ اپنا کمال سمجھتا ہے۔

بددیانتی اور رشوت خوری ہر ملکی قانون میں جرم ہیں۔ اور ان کی بڑی بڑی سزائیں مقرر ہیں۔ مگر شاید ہی دنیا کا کوئی ملک ہو گا۔ جہاں یہ جرم کثرت سے نہ ہوتے ہوں۔ ہر ملک کی چند خاص شخصیتوں کو چھوڑ کر یہ جرائم اتنے عام ہیں۔ کہ باوجود سخت سے سخت انسدادی قوانین کے انہیں روکنا مشکل ہو گیا ہے۔ اور عقلی بات ہے۔ کہ آخر ایسے جرائم کیوں نہ پھلیں پھولیں۔ جب انسان حکومت کی سزا سے کسی نہ کسی طرح بچ سکتا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ انسان زیادہ سے زیادہ روپیہ نہ کمائے۔ خواہ کمانے کا ذریعہ بددیانتی اور رشوت خوری ہی کیوں نہ ہو۔ جب عام خیال یہ ہو جائے۔ جیسا کہ پنجابی میں کہتے ہیں۔

"ایہہ جگ مٹھا اگلا کس نے ڈٹھا"

یا بقول حافظ شیرازیؒ

حالیہ غلغلہ در گنبد افلاک انداز

یا ؎

اب تو آرام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

الغرض جب زندگی کا عام اصول ہی خود غرضی اور صرف خود غرضی بن جائے۔ اور کوئی بات خود غرضی کے راستہ میں بظاہر حائل نظر نہ آتی ہو۔ تو لازماً انسان نفس امارہ کا غلام ہو جاتا ہے۔

آج تمام دنیا کی یہی حالت ہو گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ حالت اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ اس کی حد ہو چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ٹھاکر چرن سنگھ جیسے انسانوں کے دل میں از سرِ نو اللہ تعالیٰ اور معاد کا خیال پیدا ہو رہا ہے۔ آج یورپ اور ایشیا میں اور بھی بڑے بڑے لوگ ہیں۔ جن کے دل میں دنیا کی موجودہ ابتر حالت دیکھ کر خدا تعالیٰ اور دوسری زندگی کا خیال پیدا ہو رہا ہے۔ بلکہ بعض ممالک میں نئے نئے رنگ میں مذہبی احیاء کی تحریکیں بھی شروع ہو رہی ہیں۔ اور ایسی سوسائٹیاں معرضِ وجود میں آ رہی ہیں۔ جن کے اغراض و مقاصد میں نہ صرف معروف کو رواج دینا ہے۔ بلکہ ایمان باللہ اور ایمان بالمعاد کو زندہ کرنا ہے۔ اسلامی ممالک میں ہی احیائے اسلام کرنے والی جماعتیں نہیں پیدا ہو رہیں۔ بلکہ یورپ اور امریکہ میں بھی روحانی اقدار کو زندہ کرنے کے لئے بہت سی انجمنیں معرضِ وجود میں آ گئی ہیں۔ عیسائیوں میں بھی کئی ایسی سوسائٹیاں بن گئی ہیں۔ جو عیسائیت کے پہلے فرقوں سے الگ ہو کر بالکل ہی نئے انداز سے روحانی بیداری کے لئے سرگرم عمل ہیں۔

اس عام بیداری کا آخری نتیجہ یقیناً اچھا ہی ہو گا۔ لیکن اس وقت جو سوال ہے وہ یہ ہے۔ کہ موجودہ عقلیت پرست دنیا میں روحانی بیداری کا یہ احساس محض انسانی قیاس آرائیوں کے بل پر پروان چڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ یہ بات کہ یہ احساس پیدا ہو چکا ہے۔ بذات خود ایک قابل قدر چیز ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ آیا اس احساس کو تکمیل کے درجہ تک پہنچانے کے لئے موجودہ سرگرمیاں کافی ہیں؟ دوسرے لفظوں میں کیا انسان محض اپنی دوڑ دھوپ سے منزلِ مقصود پر پہنچ سکتا ہے۔ آثار بیشک اچھے ہیں۔ لیکن دنیا کی مدہوشیاں بھی تاک میں لگی ہیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ کوئی ایسی مضبوط بنیاد پر روحانی عمارت اٹھائی جائے۔ کہ جو ایک مدت تک دنیا کی جھکڑوں اور طوفانوں کا مقابلہ کر سکے۔

کیا ایسی بنیاد فلسفہ اور سائنس مہیا کر سکتے ہیں؟ اس کو بھی جانے دیجئے۔ کیا ایسی بنیاد محض یہ خیال کہ دنیا روحانی اقدار سے محروم ہو کر مصائب میں گرفتار ہو گئی ہے۔ بذات خود مہیا کر سکتا ہے۔ بلکہ کیا محض کسی ایک مذہب کی بتائی ہوئی شریعت پر اندھا دھند عمل کر کے ہم اس نعمت کو حاصل کر سکتے ہیں۔ انسانی تاریخ بتاتی ہے۔ کہ جب تک بہترین سے بہترین قانون پر پورے ایمان سے عمل نہ کیا جائے۔ ایسا قانون بھی بجائے مفید ہونے کے ضرر رساں ہوتا ہے۔

اگر ہم انبیاء علیہم السلام کی تاریخ کا مطالعہ کریں۔ تو ہمیں نظر آئے گا۔ کہ ان کے عہد میں یکدم ایسا روحانی انقلاب برپا ہوا ہے۔ کہ سینکڑوں سالوں کی برائیاں جو انسان کی گھٹی میں پڑی تھیں۔ ان کا نام و نشان نہیں رہا۔ اور ان کی دیرینہ برائیاں ہی نیکیوں کی صورت اختیار کر گئی ہیں۔ اس سے جس نتیجہ پر عقل پہنچ سکتی ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ دنیا میں جب جب بھی روحانیت کے تجدید و احیاء کا دور آیا ہے۔ وہ انسانوں کی کوشش سے نہیں بلکہ خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا آغاز ہوا ہے۔ جب انسان اپنی عقل کے جالے اپنے گرد تن تن کر اپنے آپ کو بالکل مقید کر لیتا ہے۔ اور اس کے پاس اس سے نکلنے کا کوئی چارہ نہیں رہتا۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ہاتھ ہی بڑھ کر اس کو بچاتا ہے۔ یہ سنت اللہ ہے۔ خواہ کوئی مانے یا نہ مانے۔ پہلے بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ اور اب بھی یقیناً ایسا ہی ہونا ہے۔

محترم ملک غلام فرید صاحب کے لئے درخواست دعا

محترم ملک غلام فرید صاحب علاج اور آرام کے لئے کچھ عرصہ کے لئے کراچی تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں آپ تفسیر کا اہم کام بھی کر رہے ہیں۔ ان کی صحت میں تدریجی ترقی ہو رہی ہے۔ مگر ابھی بیماری پوری طرح نہیں گئی۔ علاج جاری ہے۔ مکرم ملک صاحب کی ذات اور کام اس کا مستحق ہے کہ ان کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا کی جائے۔ بزرگان سلسلہ و احباب رمضان المبارک کے ایام میں بالخصوص ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

دارالافتاء ربوہ

چند سوالات اور ان کے جواب

—— از مکرم ملک سیف الرحمن صاحب فاضل مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ ——

سوال (۱) اگر عورت کی سراسر زیادتی ہو۔ تو کیا مہر وغیرہ کے حقوق سے اسے محروم کیا جا سکتا ہے۔ اور زیادتی سے کیا مراد ہے؟

جواب ۱۔ عورت کی زیادتی کسے کہتے ہیں۔ یہ ایک عام فہم امر ہے۔ ہر عقلمند شخص اس کا اندازہ کر سکتا ہے زیادتی کس قدر ہے۔ اور اس کی کیا سزا ہونی چاہیئے۔ بصورت تنازعہ اس کا فیصلہ قضا ہی کر سکتی ہے۔

سوال (۲) عورت جب اپنے خاوند پر جھوٹے اور گندے الزامات لگائے تو شریعت کی اس بارے میں کیا ہدایت ہے؟

جواب (۲) خاوند ایسی عورت کو طلاق دے دے۔ یا اسلامی عدالتیں اس کے ان الزامات کو بہتان ثابت کر کے اسے مناسب اور عبرت انگیز سزا دلوائے

سوال (۳) عورت عدت کہاں گذارے۔ کیا خلع کے بعد بھی عورت کو عدت کے دن خاوند کے گھر گذارنے کا حکم ہے یا طلاق کے بعد

جواب (۳) عورت عدت کہاں گذارے۔ یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے ہمارے نزدیک وہ عورت جس کا خاوند مر گیا ہو۔ خاوند کے گھر میں ہی عدت گذارے اور مطلقہ اور مختلعہ وہاں رہ کر عدت گذارے جہاں اسکے لئے حالات سازگار ہوں۔ البتہ قضا اگر مناسب سمجھے۔ تو وہ مطلقہ کو خاوند کے گھر میں رہ کر عدت گذارنے پر مجبور کر سکتی ہے بشرطیکہ طلاق رجعی ہو۔ خلع میں چونکہ رجوع ممکن نہیں۔ اس لئے خاوند کے گھر میں رہ کر عدت گذارنے پر اسے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

سوال (۴) خلع اور طلاق میں کیا فرق ہے؟

جواب (۴) خلع میں عورت کی طرف سے علیحدگی کا مطالبہ ہوتا ہے۔ وہ اپنے مہر وغیرہ کے حقوق سے دستبرداری پر رضامندی کا اظہار کرتی ہے۔ خلع کی عدت صرف ایک ماہ ہے۔ بشرطیکہ خلع رخصتانہ کے بعد بذریعہ قضا حاصل کیا گیا ہو۔ اور اگر مرد اور عورت نے باہمی رضامندی سے قضا کی وساطت کے بغیر خلع کی تکمیل کی ہے۔ تو پھر عدت کا عرصہ وہی ہوگا۔ جو مطلقہ کی عدت کا ہے کیونکہ درحقیقت یہ صورت مال کے عوض میں طلاق دینے کی ہے فسخ نکاح کی نہیں۔ اگر مختلعہ حاملہ ہے۔ تو اس کی عدت وضع حمل ہو گی۔ اور طلاق خاوند خود اپنی مرضی سے دیتا ہے۔ مہر وغیرہ جملہ حقوق کی عورت مستحق ہوتی ہے۔ طلاق کی تکمیل کے لئے قضائی تصدیق کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کی عدت بصورت حمل وضع حمل ہے۔ اور بصورت حیض تین حیض ہے ورنہ تین ماہ ہے بشرطیکہ رخصتانہ کے بعد طلاق دی گئی ہو۔

سوال (۵) خلع کے بعد عورت کے مرد پر جائز مطالبات کیا ہیں؟

جواب (۵) خلع کی صورت میں عورت معاوضہ خلع کے علاوہ ان تمام حقوق کی مستحق ہے۔ جو حقوق شریعت نے مطلقہ بائنہ کے تسلیم کئے ہیں۔

سوال (۶) کیا خلع کے بعد دوبارہ رجوع کرنا جائز ہے؟

جواب (۶) خلع کی تکمیل کے بعد رجوع جائز نہیں۔

سوال (۷) کیا خلع کے بعد لڑکی کے والدین لڑکے اور لڑکی کے درمیان سمجھوتہ کرا کے دوبارہ تعلقات قائم کر سکتے ہیں؟

جواب (۷) خلع کی تکمیل کے بعد لڑکی اپنے ولی کی اجازت سے اپنے پہلے خاوند سے دوبارہ نیا نکاح کر سکتی ہے۔

سوال (۸) خلع کے بعد دو اڑھائی سال کا بچہ کیا عورت بغیر خاوند کی مرضی کے اپنے ساتھ لے جا سکتی ہے؟

جواب (۸) والدہ کو نو سال تک بچہ کی پرورش کا حق ہے۔ اس لحاظ سے والدہ اپنے بچہ کو اپنے پاس رکھ سکتی ہے۔ بشرطیکہ بچہ کی اچھی تربیت کے متعلق قضا کو اطمینان ہو۔

سوال (۹) عورت بغیر مرضی اپنے خاوند کے اپنے میکے رہے تو کیا مرد سے خرچ کا مطالبہ کر سکتی ہے۔

جواب (۹) عورت اگر اپنے خاوند کی مرضی کے خلاف اپنے والدین کے گھر یا کسی دوسری جگہ رہے۔ تو وہ نان و نفقہ کی مستحق نہیں رہتی۔

سوال (۱۰) جس شخص کی تنخواہ بحصہ ایک ہزار ہو۔ شریعت کس قدر خرچ اس کے بچہ کے لئے مقرر کرے گی جبکہ بچہ اپنی والدہ کے پاس ہو۔

جواب (۱۰) مناسب خرچ کا فیصلہ حالات کے مطابق یا تو خود فریقین کر سکتے ہیں یا بذریعہ قضا کرا سکتے ہیں۔

سوال (۱۱) بیوہ مطلقہ اور مختلعہ کی عدت کے احکام میں کیا فرق ہے؟

جواب ۱۱۔ بیوہ۔ مطلقہ اور مختلعہ کی عدت میں ایک فرق بلحاظ مدت کے ہے۔ بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے اور بصورت حمل بچہ کی پیدائش۔ اور چار ماہ دس دن میں سے جس کی مدت زیادہ ہے۔ وہ عدت قرار پائے گی۔
— مطلقہ کی عدت اگر اسے حیض آتا ہے تو تین حیض ہے۔ اور اگر حیض نہیں آتا۔ تو تین ماہ ہے۔ اور بصورت حمل وضع حمل ہے۔
— مختلعہ کی عدت ایک حیض ہے۔ بشرطیکہ خلع بذریعہ قضا حاصل کیا گیا ہو۔ یا قضا سے اس کی تصدیق کرائی گئی ہو۔ اگر خود بخود اپنی رضامندی سے خلع لیا گیا ہے۔ جو دراصل طلاق بالمال کی صورت ہے تو وہی عدت واجب ہوگی۔ جو مطلقہ کی ہے۔

سوال (۱۲) عدت میں گھر سے نہ نکلنے اور زیبائش کے پارچات نہ پہننے اور خوشبو وغیرہ نہ لگانے کے علاوہ کوئی اور پابندی بھی ہے؟

جواب (۱۲) بیوہ کے لئے چار ماہ دس دن تک سوگ منانا ضروری ہے یہ سب فقہاء کا متفق علیہ مسئلہ ہے۔ مطلقہ کے سوگ کے متعلق اختلاف ہے۔ صحیح مسلک یہ ہے کہ اسے بھی ایک حد تک سوگ کی حالت کو قائم رکھنا چاہیئے۔ قرآن کریم کا ارشاد واذا طلقتم النساء ... لا تخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن الآیہ اس بارہ میں بالکل واضح ہے۔ چنانچہ اسی بناء پر حضرت علیؓ۔ امام ابوحنیفہؒ مطلقہ بائنہ کیلئے سوگ واجب سمجھتے ہیں۔ اور بغیر ضرورت گھر سے باہر نکلنے کو پسند نہیں کرتے اور امام شافعیؒ نے بھی اسے مستحسن قرار دیا ہے اور عقلاً بھی یہی مناسب ہے۔ چنانچہ علامہ ابن رشدؒ اس مسلک کو ماننے والوں کے دلائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں وذالک انہ یظہر من معنی الاحداد ان المقصود ان لا یتشوف الیھا الرجال فی العدۃ ولا تتشوف ھی الیھم وذالک سد للذریعۃ یعنی اس مسلک کی عقلی توجیہہ یہ ہے کہ اس طرح سے عدت کے اندر شہوانی جذبات اور ایک دوسرے کی رغبت کو روکنے میں مدد ملتی ہے۔ اور خرابی کے ذرائع کا انسداد ہوتا ہے۔ (بدایۃ المجتہد ص ۱۰۲ جلد ۲)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

رشتوں کی تلاش کے وقت ہمیشہ اسلامی ہدایات

— ملحوظ رکھنی چاہئیں —

"ہماری قوم میں یہ ایک نہایت بد رسم ہے کہ دوسری اقوام کو لڑکی دینا پسند نہیں بلکہ حتی الوسع لینا بھی پسند نہیں کرتے۔ یہ سراسر تکبر اور نخوت کا طریق ہے۔ جو سراسر احکام شریعت کے برخلاف ہے۔ بنی آدم سب خدا تعالےٰ کے بندے ہیں۔ رشتہ ناطہ میں صرف یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے۔ وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے۔ اور کسی ایسی آفت میں مبتلا نہیں۔ جو موجب فتنہ ہو۔ اور یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اسلام میں قوموں کا کچھ بھی لحاظ نہیں۔ صرف تقوے اور نیک بختی کا لحاظ ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم۔ یعنے تم میں سے خدا تعالےٰ کے نزدیک زیادہ تر بزرگ وہی ہے۔ جو زیادہ تر پرہیزگار ہے۔" (الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۲ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ارشاد قرآنی لا تخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن الا ان یأتین کی تشریح فرماتے ہوئے اسی مسئلہ کی صحت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

(فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۲۰۳ جلد ۲)

بعض دوسرے فقہاء مثلاً امام مالکؒ اور امام احمدؒ وغیرہ کے نزدیک مطلقہ کے لئے سوگ ضروری نہیں۔ ان کا استدلال ان احادیث سے ہے۔ جن میں خاص طور پر بیوہ کے سوگ کا ذکر ہے۔ نیز حضرت جابرؓ کی روایت کو بھی بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ جس میں ہے قال طلقت خالتی ثلاثا فخرجت تجد نخلا لها فلقيها رجل فنهاها فاتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذكرت ذالک له فقال اخرجی فجدی نخلک لعلک ان تصدقی منه او تفعلی خیرا یعنی میری خالہ مطلقہ تھی۔ عدت کے ایام میں وہ کھجوریں توڑنے گئی۔ ایک آدمی نے ان کو اس سے منع کیا۔ انہوں نے آکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کا ذکر کیا۔ فرمایا بے شک باہر جاکر کھجوریں توڑ لیا کرو۔ تم اس سے خود بھی فائدہ اٹھا سکتی ہو اور صدقہ بھی دے سکتی ہو (مسلم، احمد بن حنبل، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی) اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ حضور کی یہ اجازت ضرورت کے پیش نظر تھی۔ ممانعت کا تعلق بلا ضرورت باہر نکلنے سے ہے۔

(نیل الاوطار صفحہ ۲۹۶ جلد ۶)

مطلقہ رجعی کے لئے بناؤ سنگھار کو سبھی فقہاء جائز سمجھتے ہیں۔ تاکہ اس طرح سے وہ اپنے خاوند کی توجہ کو کھینچ سکے۔ تاہم خاوند کے گھر میں ہی رہنے کو سب نے پسند کیا ہے۔

سوگ میں بناؤ سنگھار۔ مثلاً سرمہ لگانا۔ قیمتی بھڑکیلا لباس پہننا۔ زیورات کا استعمال کرنا وغیرہ شامل ہے۔

درخواستہائے دعا

اللہ تعالیٰ کا بے شمار شکر اور فضل اور احسان ہے کہ ہم میاں بیوی فریضہ تبلیغ میں باوجود بیمار ہونے کے مصروف ہیں۔ رمضان کے مبارک ایام میں سب احباب کرام ہماری جماعت فری ٹاؤن کی ہر قسم کی روحانی جسمانی ترقیات اور حسنات کے لئے اور ہم سب کا انجام بخیر ہونے کے لئے اور بیماروں کی شفایابی کے لئے اور حصول رضائے الٰہی کے لئے درد دل سے دعا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(محمد ابراہیم خلیل عفی اللہ عنہ مبلغ سلسلہ مقیم فری ٹاؤن مغربی افریقہ)

۲۔ برادرم میجر شریف احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ نائب امیر جماعت ضلع لائلپور بعارضہ آشوب چشم دس روز سے بیمار ہیں۔ اور لاہور میں زیر علاج ہیں۔ احباب صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرما دیں۔

(ابوالخیر باجوہ میجر)

زکوٰۃ کی ادائیگی مال کو بڑھاتی ہے اور تزکیۂ نفس کرتی ہے۔

گریۂ نیم شبی!

اے رحمتِ باری! اے رحمتِ باری
کب پائیگی تسکین؟ یہ گریہ و زاری

اے رحمتِ باری! در تیرا وہ در ہے
خالی نہیں جاتا جس در سے بھکاری

اک نکہتِ مدہوش، کب لائیگی پیغام
کب پھول کھلیں گے لے بادِ بہاری

جینے کی ہوس نے، یہ نکتہ نہ سمجھا
جب پیار ہے تجھ سے کیوں جان ہو پیاری؟

چاہے تو نوازے چاہے تو گرا دے
سب ہاتھ میں تیرے عزت ہو کہ خواری

یا قعرِ مذلت یا کرسیٔ عزت
یہ امرِ مشیت، وہ رحمتِ باری

بس ایک نگہ پر ہے فیصلہ سارا
یا اوجِ مراتب، یا ذلت و خواری

میں دور ہوں تجھ سے، پر تو تو ہے نزدیک
ہاں ڈھانپ لے مجھ کو اے رحمتِ باری

تقدیر تو تقدیر، تدبیر بھی تقدیر
توفیق کسے ہے بے رحمتِ باری

بخشش کا ذریعہ اک اشکِ ندامت
اک اشکِ ندامت سو سجدوں پہ بھاری

مجبور کا حیلہ، بے بس کا وسیلہ
یا سوزِ دعا ہے، یا رحمتِ باری

سر شاہوں کے خم ہیں کام آتے ہیں اس جا
یا عجز کے سجدے، یا گریہ و زاری

نذرانہ مرا بس اک اشکِ گہر تاب
تو شاہِ دو عالم! میں ایک بھکاری

سرمایہ مرا سب اک آہِ سحر گاہ
بیعانہ ترا ہے کونین پہ بھاری

سوغات گدا کی خاکِ دلِ ویراں
قیمت میں جو ملکِ پرویز پہ بھاری

اس عزمِ حرم کی اللہ کرے خیر
بتخانہ کے در پر اک عمر گذاری

لے جائیگی اے دل! آخر تو کسی جا
یہ بادیہ گردی! یہ راہ سپاری

یا نکہتِ گل لا، یا ترکِ چمن کر
اک چھیڑ سی تا کے اے بادِ بہاری

قسمت میں نہیں گر تیرا سرِ داماں
کیوں روتی ہیں یہ آنکھیں کیوں اشک ہوں جاری

مقبول ہوں آنسو، تو گوہرِ نایاب
مقبول نہیں گر، تو آنکھوں کی خواری

وہ آپ نہ رکھے، زخموں پہ جو مرہم
کس کام کی اے دل! یہ سینہ فگاری؟

فردوس ہے قربت، دوری ہے جہنم
باقی ہے تخیل کی نقش نگاری

باطل نہیں عالم! باطل نہیں عالم
یہ صنعتِ بے مثل! یہ نادرہ کاری

وہ دین نہیں جز افسانۂ و افسوں
جو دین ہے نوالِ الہام سے عاری

محترم خواجہ غلام نبی صاحب مرحوم سابق ایڈیٹر الفضل

(از مکرم شبیہ احمد صاحب ابن خواجہ غلام نبی صاحب مرحوم)

والد ماجد محترم خواجہ غلام نبی صاحب سابق ایڈیٹر الفضل بعارضہ فالج ۱۲ سال تک بیمار رہنے کے بعد باسٹھ سال کی عمر میں مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۵۶ء بروز بدھ رات کے بارہ بجے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ والد ماجد ضلع گجرات کے ایک چھوٹے سے گاؤں بلانی کے رہنے والے تھے۔ آپ دسمبر ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۹۱۱ء میں آپ نے ورنیکلر مڈل کا امتحان پاس کیا۔ اور اسی سال ۱۱ جون کو قادیان تشریف لے گئے۔ احمدیت سے انس آپ کو بچپن سے ہی تھا۔ قادیان آکر آپ کو کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ مشکلات صرف اس لئے پیش آئیں۔ کہ آپ عمر کے لحاظ سے بہت چھوٹے تھے، تعلیم بھی کوئی خاص نہ تھی۔ پھر آپ کا کوئی عزیز رشتہ دار بھی قادیان میں موجود نہ تھا جو پردیس میں آپ کی دلجوئی کرتا۔ مگر آپ ان مشکلات سے بالکل نہ گھبرائے اور ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے۔ آپ کو تعلیم اور مضمون نویسی کا بچپن سے شوق تھا۔ جن مقدس اور بزرگ ہستیوں کے زیر سایہ آپ نے تعلیم اور مضمون نویسی کا کام سیکھا۔ ان میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ۔ حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضؓ حضرت حافظ روشن علی صاحب رضؓ اور مرزا محمد اشرف صاحب مرحوم بھی شامل تھے۔

سب سے پہلے والد صاحب کو دفتر کا کام کرنے کا موقعہ دفتر تشحیذ میں ملا۔ والد صاحب نے سب سے پہلا مضمون اس وقت لکھا۔ جبکہ آپ نے مہابھارت کا اردو ترجمہ پڑھا۔ اس کتاب کی بناء پر آپ نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں ایک مضمون لکھا۔ جس کا عنوان تھا۔ "مہابھارت کا ایک ورق" چونکہ مضمون نویسی کے لئے آپ کی یہ بالکل پہلی کوشش تھی۔ اس لئے آپ نے اس خیال سے کہ مضمون کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ مضمون کے ساتھ اپنا نام نہ لکھا۔ بلکہ صرف۔ غ۔ ن۔ لکھا۔ آپ کی یہ پہلی کوشش خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہوئی۔ اور سردار محمد یوسف صاحب مرحوم نے اپنے اخبار نور میں شائع کر دیا۔

اس کے بعد آپ نے دو مضمون اور بھی لکھے۔ جو اخبار نور میں چھپ گئے۔ ان مضامین کے شائع ہونے پر آپ کا حوصلہ بڑھ گیا۔

اور آپ نے اس طرف زیادہ توجہ دینی شروع کر دی۔ ابا جان کا ایک مضمون کشمیری میگزین میں بھی چھپا۔ اور دو مضامین اخبار پیشوا میں شائع ہوئے۔ جن کا عنوان تھے۔ "مسلمان کیونکر ترقی کر سکتے ہیں۔" دو تین مضامین اخبار پیغام صلح لاہور میں بھی چھپے۔ ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء بروز جمعہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ کو دفتر الفضل میں چٹیں بنانے پر لگایا گیا۔ اس کام کے چند روز بعد محترم قاضی اکمل صاحب نے ابا جان کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا درس قرآن کریم لکھنے کے کام پر لگا دیا۔ سب سے پہلے جو درس قرآن کریم آپ نے لکھا۔ اس کی پہلے جناب قاضی صاحب نے تصحیح کی۔ اور پھر حضور اقدس نے خود اس کی اصلاح فرمائی۔ ایک دن حضور اقدس نے درس قرآن کریم کے نوٹوں والی کاپی ملاحظہ کرنے کے بعد ارشاد فرمایا۔ آئندہ نوٹ نہیں بلکہ مفصل درس قرآن کریم لکھا کریں۔ حضور کے اس ارشاد کے بعد ابا جان نے ۲۸، ۲۹، ۳۰ تین پاروں کا مفصل درس لکھا۔ جو الفضل میں شائع ہوا۔

ابا جان نے اپنی ذمہ داری پر سورہ نور کے مکمل اور مفصل نوٹ حقائق القرآن کے نام سے کتابی شکل میں شائع کئے۔ اور خدا کے فضل اور رحم سے کسی خاص غلطی سے محفوظ رہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ لکھنے کا کام بھی آپ کے سپرد کیا گیا۔ الفضل کے دفتر میں آنے کے بعد جو پہلا جلسہ سالانہ ہوا۔ اس موقعہ پر حضور کی کئی تقریریں آپ نے لکھیں۔ جن میں سے بعض کافی لمبی تھیں۔ زود نویسی کے سلسلہ میں ابا جان نے اپنے لئے وقتاً فوقتاً کئی آسانیاں ایجاد کیں۔ اور نئے نئے طریق وضع کئے۔ جن کی وجہ سے آپ حضور اقدس کی تقریروں کو زیادہ عمدگی اور مکمل صورت میں نوٹ کرنے لگے۔ پانچ چھ گھنٹے تک کی حضور کی تقریر نہایت عمدگی کے ساتھ نوٹ کرتے چلے جاتے تھے۔ جس کی بناء پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے بارہا پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ اور تعریف کی ایک دفعہ آپ نے حضرت حافظ روشن علی صاحب رضؓ کی تقریر لکھی۔ جو وفات مسیح علیہ السلام پر تھی۔ یہ تقریر جب ابا جان نے مرتب کر کے حضرت حافظ صاحب کو سنائی۔ تو آپ نے بڑی خوشی اور مسرت کا اظہار فرمایا۔ اور ابا جان پر ان کی نوازشات پہلے سے بھی بڑھ گئیں۔ حضرت حافظ صاحب نے ایک لفظ کی بھی اصلاح نہ فرمائی۔ اور ساری تقریر سنکر فرمایا۔ یہ تقریر تو میری ہی ہے مگر مجھے یاد نہیں۔ کہ میں نے اتنی مفصل اور ایسے تسلسل سے یہ تقریر کی تھی۔

اس موقع پر حضرت حافظ روشن علی صاحب نے بہت دعا ابا جان کے حق میں فرمائی۔ سب سے مبارک واقعہ جو ابا جان کی زندگی میں ہوا۔ وہ یہ ہے۔ کہ ایک دن حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضؓ حسب معمول مسجد اقصیٰ میں لڑکوں کی کلاس کو پڑھا رہے تھے۔ اس کلاس میں ابا جان بھی شامل تھے۔ اتنے میں ایک شخص نے آکر حضرت میر صاحب کے ہاتھ میں ایک رقعہ دیا۔ آپ نے لیکر پڑھا۔ اور ابا جان کی طرف بڑھا دیا۔ اور بڑی ہی شفقت سے مسکراتے ہوئے ایک لفظ پر انگلی رکھ کر فرمایا۔ یہ پڑھو۔ جب ابا جان نے وہ لفظ پڑھا۔ جس پر حضرت میر صاحب رضؓ کی انگلی تھی۔ تو آپ کی خوشی اور مسرت کی انتہا نہ رہی۔ وہ لفظ یہ تھا۔ "عزیزم غلام نبی" یہ تحریر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی تھی۔ جو درج ذیل کی جاتی ہے:۔

"عزیزم غلام نبی السلام علیکم۔

چونکہ خدا تعالیٰ نے میرے سپرد بہت بڑا کام کیا ہے۔ اور میں اب الفضل کو ایڈیٹ کرنے کے لئے وقت نہیں نکال سکتا۔ اس لئے چاہتا ہوں۔ کہ کچھ نوجوانوں کو اس کام کے لئے تیار کر دوں۔ اور ان کے سپرد یہ کام کر دوں۔ جو میں خود کیا کرتا تھا۔ لیکن قبل اس کے کہ میں کسی اور کو اس کے لئے منتخب کروں۔ تم کو اور نیاز احمد کو موقع دیتا ہوں۔ اگر تم اپنے آپ کو اس قابل بنا سکو۔ اور اپنی زندگی اس کام کے لئے وقف کر سکو۔ اس کے لئے حسب ذیل باتیں ضروری ہیں:۔ (۱) کم از کم قرآن کریم کا ترجمہ آنا ضروری ہے۔ اور صحاح ستہ پر عبور ہونا چاہیئے۔ (۲) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پر عبور ہونا چاہیئے۔ (۳) غیر مذاہب کی مذہبی کتب کی واقفیت ہونی چاہیئے۔ (۴) خلیفہ وقت کی اطاعت اور اس سے وابستگی لازمی چیز ہے۔ (۵) حکومت وقت کی اطاعت ضروری ہے۔ (۶) احمدیت کے لئے اخلاص اور ہر قسم کی قربانی کرنے کا جذبہ ہونا چاہیئے۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ تم میں ان کے متعلق بہت کمی ہے۔ اگر تم کچھ سیکھ سکو۔ محنت اور کوشش کر سکو۔ تو میں تم دونوں کو موقع دینا چاہتا ہوں۔ تم سوچ کر مجھے اس کے متعلق جواب دو۔"

اس خط کی جو نقل ابا جان کے کاغذات میں سے ملی ہے۔ اس پر ابا جان نے یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں:۔

"نوٹ:۔ الفاظ میں کچھ کمی بیشی ضرور ہوگی۔ مگر مفہوم یقیناً یہی تھا۔" غلام نبی۔

اس تحریر کا جواب جو ابا جان نے حضور اقدس کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ وہ یہ ہے:۔

سیدی و آقائی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی وساطت سے حضور کا جو رقعہ مجھے ملا ہے۔ اس کے متعلق نہایت مؤدبانہ عرض ہے کہ میں تو اپنے آپ میں کوئی ایسی بات نہیں پاتا۔ کہ میں اس کام کے قابل بن سکوں گا۔ لیکن یقین رکھتا ہوں۔ کہ اگر حضور ایک تنکے سے بھی کوئی کام لینا چاہیں۔ تو خدا تعالیٰ اس میں بھی اس کام کی اہلیت پیدا کر دیگا۔

میں ایک تنکے کی حیثیت سے یہ کہتے ہوئے اپنے آپ کو حضور کے قدموں میں پیش کرتا ہوں۔

سپردم بتو مایہ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

طالب دعا۔ غلام نبی۔

اس کے بعد جلد ہی ابا جان مرحوم ادارۂ الفضل کے ساتھ منسلک ہو گئے۔ کم و بیش تیس برس تک نہایت محنت اور جانفشانی کے ساتھ آپ نے الفضل ایسے اہم اخبار کی ادارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ بالآخر ۱۹۴۶ء میں آپ ریٹائر ہو گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ خود ابا جان کو پڑھاتے رہے۔ اور ابا جان روز بروز یہ محسوس کرنے لگے کہ حضور اقدس مجھ پر خاص شفقت اور ذرہ نوازی کی نظر فرماتے جا رہے ہیں۔ اور آپ کے مضمونوں کی اصلاح بھی حضور اقدس خود بڑی ہی نوازش سے فرماتے۔

جولائی ۱۹۱۶ء میں اخبار الفضل کی ایڈیٹری کی ذمہ داری پوری طرح ابا جان کو سونپ دی گئی۔ ۱۹۱۶ء سے لے کر ۱۹۴۶ء تک یعنی صدی کے تہائی حصہ سے بھی زیادہ عرصہ آپ نے یہ ذمہ داری ادا کی۔ آپ اس لمبے عرصہ میں نہایت خوش اسلوبی سے الفضل کی ادارت کا نازک کام سرانجام دیتے رہے . . . .

. . . .

نوٹ:۔ یہ مضمون ابا جان کے ہاتھ سے لکھے ہوئے آپ کے حالات زندگی میں سے لکھا گیا ہے۔ جو آپ نے قیام پاکستان کے بعد کھاریاں ضلع گجرات میں آکر لکھے تھے۔

عید فنڈ

اس چندہ کے متعلق عام طور پر کچھ غلط فہمی پائی جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کی آمد ہونے کے برابر ہوتی ہے۔ حالانکہ صحیح طور پر اس کے مقاصد سمجھنے سے یہی سلسلہ کا بڑا بھاری اور ایک مؤثر ذریعہ بن سکتی ہے۔ یہ چندہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک سے جاری ہے اور اس وقت عملی طور پر اس کی شرح ہر کمانے والے کے لئے ایک روپیہ فی کس رائج ہو گئی تھی۔ اس وقت ایک روپیہ کی کچھ قیمت ہوتی تھی۔ ایک روپیہ سے من بھر اناج یا سیر بھر گھی خریدا جا سکتا تھا اب روپیہ کی قیمت میں بہت کمی آگئی ہے۔ لیکن دوستوں کے ذہن میں ابھی اس کی پرانی شرح ایک روپیہ فی کس ہے حالانکہ آمدنیاں کئی گنا بڑھ چکی ہیں۔ لیکن اس شرح پر بھی پچھلے سالوں میں بہت ہی کم دوست ادائیگی کرتے رہے ہیں۔ زیادہ تر یا تو دوست کچھ آنے دیتے ہیں یا سرے سے کچھ بھی نہیں۔

جہاں تک خاکسار نے اس چندہ کے متعلق غور کیا ہے اس کی غرض یہ تھی کہ عید کی خوشی میں اسلام کو بھی شامل کر لیا جائے۔ کیونکہ اس زمانہ میں تمام روئے زمین پر اور کوئی ہستی اتنی محتاج نہیں جتنا دین اسلام بے کس اور محتاج ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ احمدی احباب نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہیں اس عہد کو نبھانے کی توفیق مل رہی ہے لیکن مومن کو تو اب کا کوئی موقع ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔

پس عید کی خوشی میں دوست جتنا مال خرچ کرتے ہیں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ اس مال کا کم از کم نصف حصہ دین کے استحکام اور اپنی آئندہ نسلوں کے لئے دائمی راحت و آرام کے حصول کے لئے عید فنڈ کی شکل میں سلسلہ کو ادا کر دیا جائے اور باقی نصف اپنی اور اپنی اولاد اور اپنے عزیزوں کی عارضی خوشنودی کے لئے عید منانے پہ خرچ کیا جائے۔ اگر دوست اس بات کو سمجھ لیں تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بہت جلد ابدی عید کے سامان ارزانی فرمائے گا۔

قرآن پاک میں سورہ بقرہ کے رکوع ۲۷ میں آتا ہے یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو کذلک یبین اللہ لکم الآیات لعلکم تتفکرون فی الدنیا والآخرۃ۔

ترجمہ:۔ جو لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کتنا خرچ کریں۔ کہہ دو پاکیزہ اور بہترین حصہ (یا تمام بچت) اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم غور کرو۔ اس دنیا کی زندگی کے بارہ میں بھی اور دوسری زندگی کے بارہ میں بھی۔

اگر "عفو" کے ایک معنی یعنی پاکیزہ اور برگزیدہ مال نظر انداز بھی کر دیئے جائیں اور عید فنڈ کے متعلق غور کرنے کے لئے دوسرے معنی یعنی "تمام بچت" پر ہی انحصار کیا جائے تو اس آیت کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ انتہائی کفایت شعاری سے گذارہ کرو اور جتنا زیادہ سے زیادہ مال تم بچا سکو وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ خوب سوچ بچار کر کے اندازہ لگاؤ کہ فوری ضروریات کے پورا کرنے کے لئے کم از کم کتنی رقم کی ضرورت ہو گی۔ اس سے زیادہ ان عارضی ضروریات پہ خرچ نہ کرو۔ باقی تمام رقم قومی ضروریات کے لئے دیدو۔

بعض لوگ اس آیت کا ایک دوسرا مفہوم بھی سمجھتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ خرچ کرنے کی کوشش کرو اور فضول خرچی کے لئے تمہاری انتہائی کوششوں کے باوجود بھی اگر کچھ بچ رہے تو وہ خدا کی راہ میں دیدو۔ اور اگر تمہاری خرچ کرنے کی کوششیں پوری کامیابی حاصل کر لیں اور باقی کچھ نہ بچ سکے تو مجبوری ہے۔ چندہ مانگنے والوں سے معذرت کر دو۔ کہ صاحب اپنے ہی خرچ پورے نہیں ہوتے آپ کو کیا دیں۔

ہر ذوق سلیم رکھنے والی جان سمجھ سکتی ہے کہ کونسا مفہوم درست ہے۔ کون سا مفہوم رحمٰن کی رحمت ہے اور کونسا مفہوم شیطان کا فریب۔ کس عمل سے دین و دنیا کی بھلائی ہو سکتی ہے اور کس عمل سے دونوں جہانوں کی بربادی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں غور و فکر کے جو راستے کھولے ہیں ان سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور سوچنا چاہیئے کہ کونسا طریق عمل اختیار کر کے ہم ایک حد تک اپنی موجودہ ضروریات بھی پوری کر سکتے ہیں (الدنیا) اور ایک بڑی حد تک ہم آئندہ کے لئے اپنی قومی زندگی کے سامان بھی مہیا کر سکتے ہیں۔ (الآخرۃ)

پس میں تمام احباب سے گذارش کرتا ہوں کہ اسی رمضان سے صحیح طریق کار اختیار کریں۔ پوری پوری کفایت سے کام لے کر چندوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور آئندہ عید کی خوشیوں میں اسلام کو ضرور شامل کریں اور اس عید کے لئے آپ جس قدر رقم خرچ کرنے کی استطاعت رکھتے ہوں اس کا کم از کم نصف حصہ ضرور عید فنڈ میں ادا کریں۔

عہدہ داروں کو ابھی سے اپنے احباب کو عید فنڈ کے لئے تیار کرنا چاہیئے۔ مجھے امید ہے کہ اگر عید فنڈ کا صحیح مقصد احباب کرام کو ذہن نشین کرا دیا جائے تو صاحب استطاعت احباب دس بیس۔ پچاس۔ سو روپیہ تک بخوشی ادا کر دیں گے۔ البتہ غیر مستطیع احباب سے جو کچھ وہ دیں قبول کر لیا جائے تو انشاء اللہ وصولی میں بہت آسانی ہو سکتی ہے۔ مگر یاد رہے کہ یہ فنڈ مرکزی ہے۔ اس لئے اس کی رقم مرکز میں آنی چاہیئے۔ اس کا کوئی حصہ مقامی طور پر خرچ نہ کیا جائے۔

ناظر بیت المال ربوہ

مکرم شمس صاحب اور دیگر اصحاب کیلئے درخواست دعا

مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس تحریر فرماتے ہیں۔ ۲۱ اپریل کو پھر ایکس رے کے ذریعے چھاتی کی تصویر لی گئی۔ اس میں پھیپھڑے کا وہ حصہ جو پلورسی کی وجہ سے چھپا ہوا تھا ظاہر ہو گیا ہے۔ ایک دو جگہ چھوٹے چھوٹے داغ سے نظر آتے ہیں جس کے متعلق ڈاکٹر نے کہا کہ یہ پرانے ہیں یہ بھی آہستہ آہستہ صاف ہو جائیں گے۔ علاج جاری ہے پہلے بائیں جانب لیٹنے سے سانس میں کھچاؤ سا پیدا ہو کر کھانسی شروع ہو جاتی تھی لیکن اب میں بائیں پہلو پہ سوتا ہوں اور وہ حالت پیدا نہیں ہوتی۔ شوگر کی بیماری کے سلسلہ میں خون کے کئی ٹیسٹ ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک مقدار بڑھتی گھٹتی رہتی ہے علاج جاری ہے۔

۲۔ مولوی رحمت علی صاحب آج ہسپتال سے ڈسچارج ہو کر گھر جا رہے ہیں بعد رمضان کے بعد ان کا پتھری نکالنے کے لئے اپریشن ہو گا۔

۳۔ شیخ عبد القادر صاحب لائلپوری کا فسچولا کا اپریشن ہوا ہے جو ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب نے کیا ہے جو کامیاب ہوا ہے۔

۴۔ مسعود احمد صاحب جو ڈاکٹر غیر ورالدین صاحب مرحوم کے صاحبزادے ہیں وہ بھی اسی وارڈ میں ہیں۔ احباب میرے لئے اور ان دوستوں کی صحت کیلئے بھی دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

یقیناً آپ بھی ذہین بن سکتے ہیں

عقلمندوں نے کہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو ایک زبان اور دو آنکھیں دی ہیں جس سے باریتعالیٰ نے اس طرف متوجہ کیا ہے کہ زبان اور آنکھوں سے کام لیتے وقت ایک اور دو کی نسبت قائم رکھا کرو۔

اگر آپ بھی اس کارگاہ حیات میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو آپ کو بھی غور و خوض کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ (شعبہ ذہانت و صحت جسمانی مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

درخواستہائے دعا

(۱) میری خالہ زینب بی بی صاحبہ کافی عرصہ سے بعارضہ دمہ بیمار ہیں۔ چند یوم سے نقاہت بڑھ گئی ہے۔ نیز ہماری جماعت کے ایک مخلص فرد جلال الدین صاحب بھی دو تین ماہ سے بیمار ہیں ہر دو مریضان کے لئے دعائے صحت فرمائیں۔ شیر علی ظفر انبالوی

(۲) میرے ماموں زاد بھائی مولوی شریف احمد صاحب کا مولوی فاضل کا امتحان ۱۵ مئی سے شروع ہو رہا ہے وہ دو ہفتے سے بیمار ہیں۔ بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ انہیں مکمل صحت دے اور امتحان میں کامیاب کرے آمین۔

عطاء اللہ جماعت نہم ولد اللہ بخش صاحب ریلوے گارڈ خانپور

مقبوضہ کشمیر میں استصواب کے حامیوں پر بہیمانہ مظالم

بھارتی پارلیمنٹ کے ارکان کے نام مس سارا بائی کا مراسلہ

نئی دہلی ۳ مئی۔ ہندوستان کی ایک ممتاز معاشرتی اور سیاسی کارکن مس مردولا سارا بائی نے ان کشمیریوں کے ساتھ جو برسر اقتدار گروہ کے خلاف ہیں انسانیت سوز رویہ کی مذمت کی ہے

مس سارا بائی نے ہندوستانی پارلیمنٹ کے ارکان کے نام ایک طویل مراسلہ بھیجا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں آمد و رفت کے قواعد پر عمل درآمد کرنے کے بہانے لوگوں پر کتنا ظلم کیا جا رہا ہے۔

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مس سارا بائی نے اپنے مراسلہ میں کہا ہے کہ بخشی کی حکومت نے ان لوگوں کو مقبوضہ کشمیر سے باہر نکال دینے کی پالیسی اختیار کر لی ہے جو خطہ متارکہ پار کر کے ریاست میں داخل ہونا چاہتے ہیں یا ریاست میں موجود ہیں لیکن وہ بدقسمتی سے ارباب حکومت کی نظروں میں مشکوک ہو گئے ہیں اس پالیسی کو دھکا دے کر باہر نکال دینے کی پالیسی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور اس کی وجہ سے ایک نیا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے

دھکے دے کر باہر نکالنے کا طریقہ نہایت انسانیت سوز ہوتا ہے اور اس کے شکار اگر عورت اور بچے ہوں تو وہ ایک جذباتی عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ دھکے دے کر باہر نکالنے کی پالیسی پر ریاست میں کسی شخص کے داخل ہونے کے فوراً بعد تو عمل کیا جا سکتا ہے لیکن انتظامیہ کے کسی رکن کو یہ اختیار ہرگز حاصل نہیں ہے کہ کسی ایسے شخص کو جسے پانچ سال قبل سرکاری طور پر ریاست میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی محض صرف اس لئے ریاست سے نکال دے کہ ارباب اقتدار اسے پسندیدہ نہیں سمجھتے۔ ایسے شخص کے خلاف سرکاری حکام اسے نظر بند کر کے ریاست سے اسے نکال کر اس کے خلاف قانونی کارروائی نہیں کرتے۔ بلکہ اسے سپاہی پکڑ کر لے جاتے ہیں جہاں اسے حبس بیجا میں رکھا جاتا ہے اسے مارا پیٹا جاتا ہے اور آخر میں اسے سرحد پار پھینک دیا جاتا ہے۔

ایک مثال

یہ کارروائی کتنی بہیمانہ ہوتی جاتی ہے اس کا اندازہ ایک شخص شمس الدین کی المناک داستان سے لگایا جا سکتا ہے مس سارا بائی نے اس معاملہ کی تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے

کہا جاتا ہے کہ شمس الدین (ساکن گھوکل میاں تحصیل ہندواڑہ ضلع بارہ مولا) ۱۹۴۷ء میں خط متارکہ کی دوسری جانب نہیں گیا تھا۔ ۱۹۵۰ء میں ریاستی حکام نے اپنا اطمینان کرنے کے بعد اسے ریاست میں واپس آجانے اور اپنے گھر میں رہنے کی اجازت دیدی۔ تقریباً دو ماہ قبل کشمیر اسپیشل پولیس کے عملہ نے شمس الدین اور اس کے دو رفقائے کار محی الدین اور احمد الدین کو گرفتار کر لیا اور انہیں سپاہیوں نے طرح طرح سے ایذا دی۔ جب وہ زخموں سے چور ہو گئے تو پولیس والے انہیں خط متارکہ پر لے گئے اور انہیں مظفر آباد کے جنگلوں میں پھینک کر چلے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ وہاں سے وہ کسی طرح ایک قریبی بستی میں پہنچ گئے۔ جہاں سے وہ ایک ہسپتال پہنچا دئیے گئے۔

پاکستانی اخبارات کے بیان کے مطابق شمس الدین کے ساتھ یہ سلوک اس لئے کیا گیا کہ وہ ہندواڑہ تحصیل کے محاذ استصواب کا نائب صدر تھا مس سارا بائی نے اپنے مراسلہ میں کہا ہے کہ یہ انسانیت سوز سلوک کسی طرح بھی حق بجانب نہیں قرار دیا جا سکتا۔ مجھے یقین ہے کہ ہندوستان کا کوئی شخص خواہ اسے اقتدار حاصل ہو یا نہ ہو۔ اس انسانیت سوز اور بہیمانہ رویہ کی ہرگز حمایت نہیں کر سکتا۔ ہندوستانی حکام کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس معاملے کی تحقیقات کر کے مظلوم کے ساتھ انصاف کریں ممکن ہے بعض لوگ کہیں کہ آئینی دشواریوں کی وجہ سے ایسا کرنا ممکن نہیں ہے۔ لیکن ہمیں یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ کشمیر میں داخلہ کا قانون ریاست کی سلامتی کے دائرے میں آتا ہے۔ اور یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کے سلسلہ میں کشمیر نے ہندوستان سے الحاق کیا ہے۔

خانصاحب کی حمایت کا اعلان

کراچی ۳ مئی۔ جنوبی وزیرستان کے سات محسودی ملکوں نے کل یہاں ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ محسود پٹھانوں کو وزیر اعلیٰ مغربی پاکستان ڈاکٹر خانصاحب کی قیادت پر پورا اعتماد ہے۔ قبائلی ملکوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

ملک خسرو خان۔ ملک گلاب خان۔ ملک اللہ داد خان ملک شریف خان۔ ملک میر باز خان اور سردار محمد خان

"میں برسر اقتدار رہوں یا نہ رہوں عوام کی خدمت کرتا رہونگا"

کوئٹہ کے جلسہ عام میں ڈاکٹر خانصاحب کی تقریر

کوئٹہ ۳ مئی۔ ڈاکٹر خان صاحب نے یہاں پندرہ ہزار سے زائد لوگوں کے ایک جلسہ عام کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میرے مخالف بھی جانتے ہیں کہ وہ اپنی اغراض کی تکمیل کے لئے مجھے اپنا آلہ کار نہیں بنا سکتے۔

اس جلسہ کا اہتمام یہاں کی نئی تشکیل شدہ ری پبلکن پارٹی کے حامیوں نے ٹاؤن ہال میں کیا تھا۔ اپنی بیس منٹ کی تقریر میں ڈاکٹر خان صاحب نے لوگوں کو یقین دلایا کہ میں برسر اقتدار رہوں یا نہ رہوں۔ لیکن میں نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ میں پاکستان اور اس کے شہریوں کی خدمت کرتا رہوں گا۔ انہوں نے کہا کہ اگر مجھے عوام کا خاطر خواہ تعاون حاصل ہو جائے۔ تو میں انتخابات کی ضمانت دینے کو تیار رہوں کہ میں معاشرتی اور انتظامی لعنتوں کا قلع قمع کر دوں گا۔

انہوں نے عوام کو یہ بھی یقین دلایا کہ انتخابات آزادانہ اور منصفانہ ہونگے اور ان میں کسی کو اپنے اثر و رسوخ سے فائدہ اٹھانے کا موقع نہیں ملیگا۔ انہوں نے مزید کہا کہ میرے مخالفین بھی جانتے ہیں کہ وہ مجھے اپنی ذاتی اغراض کے حصول کا آلہ کار نہیں بنا سکتے۔

ڈاکٹر خانصاحب نے مسٹر محمد علی اور ان کے رفقاء کو خراج تحسین پیش کیا کہ انہوں نے چھ ماہ کی قلیل مدت میں ملک کے لئے اسلامی آئین بنا دیا اور یہ ایک ایسا کارنامہ ہے۔ جس کو پچھلی وزارتیں آٹھ سال میں بھی سرانجام دینے سے قاصر رہیں وزیر اعلیٰ نے ملک کے نوجوانوں کو عملی کام کرنے کی اپیل کی اور کہا کہ وہ نعرہ بازی چھوڑ دیں۔ بے لوث خدمت کرنے کی ضرورت کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر خانصاحب نے کہا کہ خودغرض انسان کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اسے ہمیشہ مصیبتوں سے واسطہ پڑتا رہے گا۔

ایک معمولی رضاکار

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے ڈاکٹر خانصاحب نے کہا میں ایک معمولی رضاکار ہوں اور ملک کی خدمت کر رہا ہوں۔ وزارت اعلیٰ میرے لئے کوئی کشش نہیں رکھتی۔ انہوں نے لوگوں کو مشورہ دیا کہ وہ دوسروں پر نکتہ چینی کرنا چھوڑ دیں۔ اور خود اپنے نفس کا محاسبہ کرنے کی عادت ڈالیں۔ انہوں نے سامعین کو یہ مشورہ بھی دیا کہ وہ کسی ایک شخص کو نہ اپنائیں۔ کیونکہ اگر ایک شخصیت ختم ہو جائے تب بھی پاکستان قائم رہے گا۔ لیکن اگر پاکستان ختم ہو جائے۔ تو کون باقی رہیگا ڈاکٹر خانصاحب نے اپنی تقریر اللہ اکبر اور پاکستان زندہ باد کے نعروں پر ختم کی۔

نمایاں فوجی اور عوامی خدمات کے لئے تمغے دیئے جائیں گے

"نشان حیدر" غیر معمولی فوجی کارنامے کے صلہ میں عطا کیا جائے گا۔

کراچی ۴ مئی۔ صدر جمہوریہ میجر جنرل سکندر مرزا نے امتیازی فوجی اور عوامی خدمات کے صلے میں دینے کے لئے تمغے مقرر کئے ہیں۔ یہ تمغے خواتین کو بھی مل سکیں گے۔ سب سے اعلیٰ تمغہ "نشان حیدر" ہوگا جو فوجیوں کو انتہائی غیر معمولی جرأت کے صلے میں دیا جائے گا۔

دوسرا سب سے بڑا تمغہ "نشان شجاعت" ہوگا۔ اس کے حقدار وہ فوجی یا شہری ہونگے جو انتہائی خطرے کے عالم میں جرأت کا مظاہرہ کر کے کوئی کارنامہ انجام دیں۔ تیسرا سب سے اعلیٰ نشان "نشان قائد اعظم" کہلائے گا۔ یہ نشان مملکت کے سربراہ اور ان پاکستانیوں کو ملے گا۔ جو مملکت کے بہترین مفاد کے لئے امتیازی خدمات انجام دیں۔ یہ نشان ایک وقت میں صرف پانچ افراد کو مل سکے گا۔ اس کے تحت دو اور تمغے ہونگے انہیں ہلال قائد اعظم" اور "ستارۂ قائد اعظم" کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔

اس کے علاوہ "نشان امتیاز" کا بھی ایک سلسلہ ہوگا۔ جو بیک وقت بیس افراد کو دیا جا سکے گا۔ اس سلسلے کے تمغوں کے حقدار وہ پاکستانی ہوں گے۔ جنہوں نے جنگ یا امن کے زمانے میں ادب، سائنس اور دوسرے فنون کی انتہائی نمایاں خدمات انجام دی ہوں۔

سلسلۂ قائد اعظم اور سلسلہ امتیاز کے بعد ایک سلسلہ پاکستان ہوگا۔ اس سلسلے کے تحت چار تمغے ہوں گے۔ جو "نشان پاکستان" "ہلال پاکستان" "ستارہ پاکستان" اور "تحفۂ پاکستان" کہلائیں گے۔

جرأت اور دلیری کے مظاہرے کے لئے "نشان شجاعت" کے علاوہ دو اور تمغے "تمغہ ہمت درجہ اول" اور "تمغہ ہمت درجہ دوم" بھی ہونگے۔ یہ تمغے صرف ان شہریوں کو دیئے جائیں گے جو سمندر یا خشکی میں انسانی زندگی کو بچانے کے لئے بہادری کا مظاہرہ کریں گے۔ سب سے آخر میں دو اور تمغے ہوں گے جو "تمغۂ خدمت اعلیٰ درجہ اول" اور درجہ دوم کہلائیں گے۔ یہ تمغے انتظامیہ کے افسروں اور کارکنوں کو قابل تعریف کام پر دیئے جائیں گے۔

فوجیوں کو "نشان حیدر" کے علاوہ میدان جنگ میں کارنامے سر انجام دینے پر "ہلال جرأت" اور "ستارۂ جرأت" دیئے جائیں گے۔ اول الذکر افسروں کے لئے مخصوص ہوگا۔ اور دوسرا تمغہ افسروں کے علاوہ وارنٹ افسروں کے عہدے تک کے فوجی حکام کو دیا جائے گا۔ فوجیوں کو غیر جنگی خدمات کے لئے بھی دو تمغے دئے جائیں گے ان میں سے ایک "تمغہ خدمت اعلیٰ فوجی" اور دوسرا "تمغہ بسالت" ہوگا ان دونوں کے بھی علی الترتیب تین اور دو درجے ہونگے۔

سابق سندھ کے ارکان اسمبلی کی اکثریت ڈاکٹر خانصاحب کے ساتھ ہے

ممکن ہے وزیر اعظم بھی ری پبلیکن پارٹی میں شامل ہو جائیں (فضل اللہ)

حیدر آباد ۴ مئی۔ مغربی پاکستان کے وزیر صنعت قاضی فضل اللہ نے کل یہاں کہا ہے کہ سابق صوبہ سندھ کے ارکان اسمبلی کی اکثریت ڈاکٹر خان صاحب کی حامی ہے۔ آپ نے یہ امکان بھی ظاہر کیا کہ وزیر اعظم محمد علی ری پبلیکن پارٹی میں شامل ہو جائیں گے۔

قاضی فضل اللہ نے میر غلام علی تالپور کے حالیہ بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ میرے دوست تالپور صاحب ہمیشہ حساب میں کمزور رہے ہیں اور میرا خیال ہے کہ مغربی پاکستان اسمبلی میں مختلف پارٹیوں کی طاقت کا جو اندازہ انہوں نے لگایا ہے اسے کوئی بھی اہمیت نہیں دے گا۔

وزیر دیہات نے جو کل ہی صبح بذریعہ طیارہ لاہور سے یہاں پہنچے تھے ایک انٹرویو میں بتایا کہ سکھر، لاڑکانہ، جیکب آباد اور دادو کے ۲۳ میں سے ۱۷ ارکان اسمبلی نے خان صاحب کی حمایت کا یقین دلایا ہے۔

ری پبلیکن پارٹی کا ذکر کرتے ہوئے قاضی فضل اللہ نے دعویٰ کیا کہ یہ ایک عوامی تنظیم ہوگی جس کی بنیادیں ترقی پسند جمہوری اصولوں پر استوار ہوں گی۔ نئی جماعت صرف سارے مغربی پاکستان میں منظم کر لی جائے گی اور مناسب عرصے میں اس کی ایک شاخ مشرقی پاکستان میں بھی قائم کر دی جائے گی۔

وزیر دیہات نے مزید کہا "عین ممکن ہے کہ وزیر اعظم بھی کسی دن ری پبلیکن پارٹی میں شامل ہو جائیں"۔ آپ نے اس توقع کا اظہار بھی کیا کہ نون گروپ اور عوامی لیگ بہت جلد ری پبلیکن پارٹی سے اتحاد کر لیں گی اور اس طرح نئی پارٹی کو قومی اسمبلی میں سب سے بڑے واحد گروپ کی حیثیت حاصل ہو جائے گی۔

علی احمد تالپور

اس سے قبل نئے صوبائی وزیر میر علی احمد تالپور نے کہا کہ مسلم لیگ بازی ہار چکی ہے اور اس نے ملک کے سیاسی ڈھانچہ کو فرسودہ کر دیا ہے اور اگر ایک بار ملک میں آزاد انتخابات ہو گئے تو پھر لوگ مسلم لیگ کے متعلق سوچنا بھی چھوڑ دیں گے۔

دریں اثنا قاضی فضل اللہ کے ایک زبردست حامی شیخ خورشید احمد نے بھی دعویٰ کیا کہ حیدر آباد کے ارکان اسمبلی کی اکثریت خانصاحب وزارت کی حامی ہے۔

قاضی فضل اللہ آج صبح بذریعہ طیارہ کراچی روانہ ہو گئے ہیں۔

لاہور کا درجہ حرارت ۱۱۱ تک پہنچ گیا

لاہور ۴ مئی۔ کل لاہور کا درجہ حرارت ۱۱۱ تک پہنچ گیا۔ یہ نارمل سے گیارہ درجے زیادہ تھا۔ شہر میں سخت گرمی کے باعث بارہ سے زائد اشخاص بیہوش ہو کر گر پڑے اور انہیں فوراً طبی امداد مہیا کی گئی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس سے پہلے مئی کے پہلے ہفتہ میں اتنی گرمی کبھی نہیں پڑی تھی۔ موسمی دفتر کی پیشگوئی کے مطابق ابھی گرمی میں اضافہ ہوگا اور مزید دو دن تک درجہ حرارت میں کمی کا کوئی امکان نہیں۔

بہار اور بنگال کے انضمام کی سکیم کا حشر

کلکتہ ۴ مئی۔ مغربی بنگال کے وزیر اعلیٰ ڈاکٹر بی۔ سی رائے نے کل نئی دہلی سے کلکتہ پہنچ کر بتایا کہ انہوں نے مغربی بنگال اور بہار کے انضمام کی سکیم واپس لے لی ہے۔ اور وہ مرکزی حکومت کو اپنے اس فیصلہ سے آگاہ کر رہے ہیں۔ یاد رہے اس سکیم کے خلاف مغربی بنگال میں مدت سے ستیہ گرہ جاری ہے۔

انڈونیشیا کے نائب صدر مستعفی ہو جائینگے

جکارتا ۴ مئی۔ انڈونیشیا کے نائب صدر ڈاکٹر محمد حتّے کے جلد مستعفی ہو جانے کے امکان سے یہاں ان کی مخالفت اور موافقت میں ایک بحث چل نکلی ہے۔ بعض اخبارات کا خیال ہے کہ انہیں نائب صدر کے عہدہ پر بدستور مامور رہنا چاہیئے۔ لیکن کمیونسٹ پارٹی کے سیکرٹری جنرل نے یہ خیال ظاہر کیا کہ نائب صدر کا عہدہ غیر ضروری ہے۔

روزنامہ الفضل ربوہ رجسٹرڈ نمبر ...

اوقات موسم گرما دی یونائیٹڈ ٹرانسپورٹس سرگودہا

لاہور سرگودہا روٹ	۱ پہلی سروس	۲ دوسری سروس	۳ تیسری سروس	۴ چوتھی سروس	۵ پانچویں سروس	۶ چھٹی سروس	۷ ساتویں سروس	۸ آٹھویں سروس	۹ نویں سروس	۱۰ دسویں سروس
روانگی از سرگودہا	۳ ۱/۲	۴ ۱/۲	۵ ۱/۲	۶ ۱/۲	۷ ۱/۲	۸ ۳/۴	۱۰	۱۱ ۱/۲	۱۳	۱۴ ۱/۲
آمد لاہور	۸ ۱/۲	۹ ۱/۲	۱۰ ۱/۲	۱۱ ۱/۲	۱۲ ۱/۲	۱ ۳/۴	۱۵	۱۶ ۱/۲	۱۸	۱۹ ۱/۲
روانگی از لاہور	۳ ۱/۲	۵	۶ ۱/۲	۸	۹ ۱/۲	۱۰ ۱/۲	۱۲	۱۳ ۱/۲	۱۵	۱۷
آمد سرگودہا	۸ ۱/۲	۱۰	۱۱ ۱/۲	۱۳	۱۴ ۱/۲	۱۵ ۱/۲	۱۷	۱۸ ۱/۲	۲۰	۲۱

از سرگودہا تا گوجرانوالہ			از گوجرانوالہ تا سرگودہا		
پہلی سروس	دوسری سروس	تیسری سروس	پہلی سروس	دوسری سروس	تیسری سروس
۵ ۳/۴	۱۰ ۱/۲	۱۵ ۱/۴	۵ ۳/۴	۱۰ ۱/۲	۱۵ ۱/۴

(جنرل منیجر)